باسمہ تعالیٰ شانہ

جنگ آزادی: ایک سبق، ایک عہد

خطبہ ٔ جمعہ بموقعہ ''یوم آزادی'' ۱۵/اگست ۲۰۱۶ء

منجانب:...''آل انڈیا امامس کونسل''

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم، أما بعد! فقد قال الله تعالى في كتابه العظيم، أعوذ بالله من الشيطان الرجيم .

بسم الله الرحمن الرحيم :"ويضع عنهم اصرهم والاغلال التی كانت عليهم'' (اعراف: ۱۵۷)

و قال قائل: "حب الوطن من الايمان".

اے طائرِ لاہوتی! اس رزق سے موت اچھی　　　جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

معزز سامعین کرام!

حضرت محمد ﷺ کی بعثت کے وقت روم وفارس کے اصحابِ سلطنت اور قبائلی سرداروں نے عوام کو اپنی غلامی کے چنگل میں جکڑ رکھا تھا۔ ہر بڑا آدمی اپنے سے چھوٹے پر حکمرانی اور فرماں روائی کو اپنا حق سمجھتا تھا۔ جس کے بوجھ تلے پوری انسانیت کراہ رہی تھی۔ غریبوں، کمزوروں، ناتواں عورتوں اور بچوں کو باقاعدہ غلام بنالیا گیا تھا۔ بوڑھوں پر ظلم وستم کرنا ایک عام بات بن چکی تھی۔ ایسے نازک حالات میں اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا: ''آپ صرف ایک مصلح اور ناصح ہیں، کہیں جوشِ دعوت میں آپ پر حاکمانہ رویہ غالب نہ آجائے''، **"فذكر، انما أنت مذكر، لست عليهم بمسيطر''** . (غاشیہ: ۲۱،۲۲) وقت کے موجودہ سماجی حالات کو سامنے رکھ کر آیت کی معنویت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالی نے نبوت کے مقاصد میں گردنوں پر لدے ہوے طوقوں، ہاتھوں میں کسی ہوئی زنجیروں اور پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیوں سے لوگوں کو آزادی دلانا بھی بیان کیا ہے؛ چناں چہ ارشاد ہے: ''یہ وہ لوگ ہیں جو ایسے نبی امی کی اتباع کرتے ہیں، جن کی خصوصیات ان کی کتاب تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو نبی ان کو اچھے کاموں کا حکم کرتے ہیں، برے کاموں سے روکتے ہیں، پاک چیزوں کو حلال، ناپاک چیزوں کو حرام کرتے ہیں، ان کے اوپر کا بوجھ اتارتے ہیں اور ان پر پڑی ہوئی بیڑیوں سے انھیں آزاد کرتے ہیں''۔ **''ويضع عنهم اصرهم والاغلال التی كانت عليهم''** (اعراف: ۱۵۷)

آزادی انسان کا فطری حق:

"و ما في شك أن النفس مجبولة على حب الحرية و الخروج من السجن". (شرح التجرید الصحیح لأحادیث الجامع الصحیح: ۲۰/۳)

انسان کی فطرت آزادی پسندی اور قید کی نفرت پر رکھی گئی ہے۔

اسلام انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر صرف اللہ وحدہ کی غلامی میں لانے والا مذہب ہے۔ حضرت ربعی بن عامرؓ نے رستم کے سامنے فرمایا تھا۔

"الله ابتعثنا لنخرج العباد من عبادة العباد الى عبادة الله وحده"

اللہ نے ہم کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ ہم بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں لائیں۔

خود حضور ﷺ کو اپنے وطن مکہ سے محبت کی حدیث موجود ہے۔ ہجرت کے وقت آپؐ نے فرمایا:

"ما اطيبك من بلد وما احبك الی ولولا ان قومی اخرجونی منك ماسكنت غيرك". (ترمذی)

ترجمہ: اے وطن! تو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے تجھ سے کتنی محبت ہے، اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو تجھے چھوڑ کے کہیں نہ رہتا۔

حضرت عمرؓ نے والی مصر عمرو بن العاصؓ کے فرزند کے قصے میں اسی اسلامی تصور کی وجہ سے فرمایا تھا......

"متیٰ استبعدتھم وقدولدتھم امھاتھم احرارا"۔

تم نے ان کو کب سے غلام بنالیا ہے؛ جبکہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا تھا۔

ملکی آئین کا تحفظ:

ہمارے ملک کا قانون اور آئین ہے، اس آئین کی روشنی میں ہمارا ملک جمہوری ملک ہے۔ جس کا مطلب ہے یہاں کے سارے باشندے حقوق اور فرائض میں سب برابر ہیں، کوئی چھوٹا اور بڑا نہیں۔ جس کو ختم کرنے کی پلاننگ چل رہی ہے۔ جنگ آزادی میں قربانی دینے والے شہداء کی قربانی ہمیں کوسے گی اگر ہم نے ملکی آئین کی حفاظت نہیں کی؛ اس وقت آئین اور قانون کے محافظ ہم ہی لوگ ہیں۔ اس کے لیے ہمیں ہر اعتبار سے تیار ہونا ہوگا۔

مذہبی بھائی چارہ:

ملک میں جس طرح آزادی کے وقت بھائی چارگی تھی۔ وہی بھائی چارگی نبھانے ہوگی۔ اگر مذہبی بھائی چارگی نہ ہوتی تو ہمیں آزادی نہیں ملتی۔ اگر اس وقت ملکی دشمن سے مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں آپس میں بھائی چارگی کو پھر سے عام کرنا ہوگا۔ جو دشمن فرقہ پرستی کو ہوا دے رہے ہیں ان کے خلاف کھڑا ہونا پڑے گا۔

آثار قدیمہ کا تحفظ ملکی سلامتی کے لیے لازم:

بابری مسجد کی شہادت۔ تاج محل کا نام تبدیل کرنا۔ لال قلعہ کو الگ نام دینے کی کوشش، پرانے قلعوں کو بوسیدہ کر کے مٹانے کی سازش اور پرانی جگہوں کے نام تبدیل کرنے کی ہوا چلی ہوئی ہے۔ جیسے عالم گیر اورنگ زیب روڈ کو ابوالکلام نام دینا، احمد آباد کا نام آمدہ واد رکھنا۔ تاریخ مٹانے کی کوشش منظم طریقے سے ہو رہی ہے۔

آج پورے ہندستان کی فضا میں زہر پھیلائی جا چکی ہے۔ مسلمانوں کا رشتہ خود اپنی تاریخ اور اپنے شاندار ماضی سے کاٹا جا چکا ہے۔ ہمارے بچے ہمارے اسلاف کے کارناموں سے ناواقف ہیں۔ ہندستان میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کا جائزہ لینے کے لیے مسلمانوں کو آگے آنے کی ضرورت ہے۔

ہمیں پھر سے اپنا فرض نبھانے کے لیے تیار ہونا ہوگا، آیئے! ہم ہندستان کی تاریخ کی ترتیب وتدوین میں حصہ لیں۔ ہم سرکار سے مطالبہ کریں کہ تعلیم ونصاب کی کتابوں میں ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کے تذکروں کو جگہ دی جائے۔ اگر نہیں دی جاتی ہے تو اس کے لیے ہمیں مسلسل جدوجہد جاری رکھنی ہوگی۔

ورق ورق الٹ چکا تلاش میں کمی نہ کی — مگر کتاب حریت میں میری داستان نہ رہی

ہندستان آزادی سے غلامی کی طرف:

۱۷۰۷ء میں اورنگ زیب عالم گیرؒ کے انتقال کے ساتھ مغلیہ سلطنت بکھرنے لگی، اسی سال لندن کی ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' نے اپنا قدم جمایا، بڑی جدوجہد کے ساتھ اثر ورسوخ قائم کیا، ۱۷۵۷ء بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کو پلاسی کے میدان میں شکست دے کر کٹھ پتلی حکمرانوں کو کھڑا کر کے بنگال میں اپنی حکومت قائم کرلی، ۱۷۶۴ء میں جنگ بکسر کے بعد اس کی اقتدار ہندستان کی مرکزی حکومت تک پھیل گئی، مغلیہ حکمرانوں کو سالانہ پینشن دے کر انھیں قلعوں تک محدود کر دیا گیا، جنگ پلاسی کے سو سال بعد ۱۸۵۷ء میں مسلح فوجی جنگ ہوئی، ۱۸۵۸ء میں برطانیہ نے ہندستانی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے اپنے قبضے میں لے لیا، اب برطانوی پارلیمنٹ براہِ راست حکومت کر رہی تھی، ۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۴ء لارڈ لٹن کے دورِ حکومت میں پورے ہندستان میں قوم پرستی کی بیج بوئی گئی۔

بیسویں صدی کی تیسری دہائی میں ہندو علیحدگی پسند تحریک آر ایس ایس شروع ہوئی۔ اس کے قیام کے تین مقاصد ظاہر ہوئے۔

1) مسلمانوں سے نفرت اور ان کی تحقیر۔

2) انگریزی حکومت سے تعاون اور فسطائیت وسامراجیت کا استحکام۔

3) ہندوستان میں اپنی ڈکٹیٹر شپ یعنی ہندو مذہب کی بنیاد پر اپنی مطلق العنان حکومت کا قیام۔

مأخوذ آر ایس ایس تعلیمات ومقاصد۔ص:89 (از صلاح الدین عثمان)

آر ایس ایس نے ہمیشہ ملکی آزادی اور آئینی بالادستی کی مخالفت کی ہے اور آج بھی وہ اسی نقطہ نظر پر کام کررہی ہے۔ 1930ء میں گاندھی جی نے انگریز سرکاری قوانین کو توڑنے کیلئے عوامی ستیہ گرہ کا اعلان کیا تو آر ایس ایس کے بانی ہیڈگیوار نے ہر جگہ اطلاع بھجوائی کہ سنگھ اس ستیہ گرہ میں حصہ نہیں لے گا، جس کو اس میں حصہ لینا ہو وہ انفرادی حیثیت سے ایسا کرسکتا ہے۔

اسلام کا نظریہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو تکلیف دینا نہیں ہے؛ لیکن جو احکامات اسلام کے ہیں ان پر عمل کرنے کی راہ میں رکاوٹ بھی پیدا نہ کی جائے۔یہی اسلام کی تعلیم ہے۔گائے کے نام پر فساد، لو جہاد کے نام پر مظالم، گھر واپسی پر زبردستی اور انڈین مجاہدین، لشکر طیبہ اور داعش کے نام پر گرفتاری ہمارے تحفظ کے لیے بہت بڑا خطرہ بن چکا ہے۔ان خطروں کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں قانونی طور پر تیار ہونے کی ضرورت ہے۔

۱۸۵۷ء میں پہلی جنگ آزادی نہیں ہوئی:

ہندستان کی جنگ آزادی کی تاریخ لکھنے والوں کے دو گروہ ہیں۔ایک شدت پسند ہندوؤں کا جس کا روحِ رواں (آر ایس ایس کا سرسنگھ چالک) گرو گولوالکر ہے اور دوسرا کارل مارکس ہے۔دونوں حلقے ۱۸۵۷ء کو پہلی جنگ آزادی قرار دیتے ہیں۔اور ہمیں حقیقت معلوم نہیں ہونے کی وجہ سے ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔

ملک کی جدوجہد آزادی کا جشن سرکاری وغیر سرکاری سطح پر منائے جانے کے موقعہ پر ملک میں یہ عام ذہن بنانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ۱۸۵۷ء کا انقلاب آزادی کی پہلی جنگ ہے۔اگر اسے مان لیا جاتا ہے تو مسلم حکمرانوں اور علماء کرام کے ۱۷۵۷ء سے ۱۸۵۷ء تک کے آزادی کے لیے شاندار کارنامے پس پردہ ہوجاتے اور سو سال سے زیادہ کی خدمت نگاہ سے اوجھل ہوجاتی ہیں۔تاریخی حقائق ثابت کرتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی جدوجہد پہلی مسلح جنگ آزادی نہیں تھی، وہ آزادی کے لیے آخری مسلح جدوجہد تھی۔اس سے قبل مسلح جدوجہد کا لمبا سلسلہ ہے۔علی وردی خان، سراج الدولہ، میر قاسم، ٹیپو سلطان کے مجاہدانہ کارنامے اس سلسلہ کی اہم کڑیاں ہیں۔

کچھ لوگوں کا یہ سمجھنا ہے کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے جو کچھ ہوا، وہ برٹش تجارتی کمپنی اور ہندستانیوں کے درمیان تھا۔انہوں نے حکومت کا اعلان یا برٹش راج کا اعلان نہیں کیا تھا۔تو اس سلسلہ میں صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ جس برٹش کمپنی نے علی وردی خان، سراج الدولہ، میر قاسم اور ٹیپو سلطان سے جنگ لڑی تھی، جس کمپنی کی فوج نے علماء صادق پور (پٹنہ) پر لشکر کشی کی، اور ان کے مکانات کو گرا کر گدھے سے ہل چلوایا تھا۔اسی تجارتی کمپنی کی فوج سے ہندستانی انقلابیوں کا مقابلہ کلکتہ، میرٹھ، دہلی اور ہندستان کے کئی علاقوں میں ۱۸۵۷ء میں ہوا۔تاج برطانیہ کی حکومت کا اعلان ۱۸۵۷ء کی آخری مسلح جنگ آزادی کے مکمل طور پر خاتمہ کے بعد اکتوبر ۱۸۵۷ء میں ہوا تھا۔

عظمت رفتہ کے پاسبانو!

عظیم قوم کا ماضی عظیم ہوا کرتا ہے، اور آنے والی نسل اپنے بزرگوں کے جرأت بھرے کارناموں کو دیکھ کر ہی مستقبل کا پروگرام بناتی ہے اور آگے کا سفر طے کرتی ہے۔جس قوم کی کوئی تاریخ نہیں ہے، وہ قوم کچھ نہیں کرسکتی۔تاریخ کی حفاظت کی ذمہ داری ہماری ہے۔اگر اس وقت اقدام کرکے تاریخ کی حفاظت نہیں کی گئی تو آنے والی نسل ہمیں ہندستانی نہیں؛ بلکہ کوئی آسمانی باشندہ سمجھ کر بھلا دے گی۔آیئے! ہندستان میں مسلمانوں کی قربانیوں اور آزادی کی حقیقی کاوشوں کو پھر سے مرتب کرکے، اپنے بزرگوں کے کارنامے کو دوبارہ زندہ کردیں۔پھر ماضی کی تاریخ سے تجربہ حاصل کرکے مستقبل کے لیے تعمیر قوم و

ملت اور تحفظ ملک و مذہب کا لائحہ عمل طے کریں۔

مسلمانوں کے فائدے کے ساتھ اس ملک کی سلامتی بھی اسی میں ہے کہ ملک کے تمام باشندے آپسی تعاون کے ساتھ رہیں۔ایک دوسرے کے حقوق کو پہنچانیں۔ان کی قربانیوں کو عظمت کی نگاہ سے دیکھیں اور تعمیری کاموں میں سب مل جل کر آگے بڑھیں۔

دینی تحفظ کے لیے قربانی:

آئین ہند میں یہ دفعہ موجود ہے کہ اپنے مذہب پر چلے۔اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کرے۔جو مذہب چاہے اپنی مرضی سے قبول کرے۔لیکن اس وقت ہمارے ملک کے ان اختیارات کو ہم سے چھیننے کی کوشش ہو رہی ہے۔دین کے تحفظ کے لیے جس طرح اس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔اسی طرح آئینی طور پر اس کے تحفظ کے لیے کھڑا ہونا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

جنگ آزادی کے شہداء کو خراج عقیدت:

آج جب کے ساری طاقت مل کر آزادی کی تاریخ کو بدلنے کی کوشش کر رہی ہے۔ان کی شہادتوں کی تاریخ کو بیان کرنا۔ان کو محفوظ رکھنا۔اور آنے والی نسلوں کو اس سے آگاہ کرنا ہمارا فرض منصبی ہے۔اس کی تاریخ کا مطالعہ، تجزیہ اور نشر و اشاعت ضروری ہے۔یہی آزادی کے پروانوں اور راہِ خدا میں جاں نثار کرنے والے شہداء کے لیے اصل خراجِ عقیدت ہے۔

عمارت کی تعمیر میں جس کا سرمایہ لگا ہو، باغ کی سینچائی میں جس کا پسینہ بہا ہو، اور اس کے تحفظ و نگرانی میں جس کا لہو بہا ہو۔اگر وہ اجڑ جائے تو مالی کو اس کا دکھ ہوتا ہے۔چونکہ ملک کی تعمیر میں مسلمانوں کا خون لگا ہے، اس لئے اس کا اجڑنا انہیں کسی طرح برداشت نہیں ہوگا۔

آج کہا جاتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں پر ظلم کئے۔کبھی کہا جاتا ہے کہ لال قلع کو کسی ہندو نے بنایا، تاج محل کو کسی ہندو نے بنایا۔چند دن پہلے گورکھ پور یونیورسٹی انتظامیہ نے جدو جہد آزادی کی تاریخ کو نہ پڑھانے کا فیصلہ کیا ہے، تاکہ مسلمانوں کی قربانیاں نوجوان نسل کے سامنے نہ آنے پائے۔ساتھ ہی نصاب سے ان تمام شخصیتوں کے تذکرے کو نکال دیا گیا ہے جنھوں نے اس ملک کی آزادی کے لیے قربانیاں دیں۔

15 / اگست کو یوم آزادی کا جشن منانے کا حقیقی حقدار تو ہم مسلمان ہیں۔مسلمانوں کی گلی گلی، محلے محلے میں اس دن ملک کی آزادی کا جشن منایا جائے۔جلسے کئے جائیں۔مسلم غیر مسلم عوام کو تحریک آزادی کے مجاہدین سے واقف کرایا جائے۔اور سامراجیت، فسطائیت، بھگوائیت اور سنگھیت کے چنگل اور عذاب سے ملک، آئین اور قوم کو آزادی دلانے کے لیے متحدہ تحریک پیدا کریں۔

آج انسانیت پھر سے کراہ رہی ہے۔ظلم و ستم کے بوجھ تلے سسک رہی ہے۔ایک دوسرے کو کھا جانے کو تیار ہے۔اسلام نے انسانیت کا سبق پڑھایا ہے۔اسی کے لیے انسانوں کو وجود بخشا گیا ہے۔اگر انسانیت ختم ہوگئی تو پھر انسانی ڈھانچوں کی بھی ضرورت نہیں رہے گی اور نظام کائنات درہم برہم کر دیا جائے گا۔اس لیے ماضی سے سبق لے مستقبل کی تعمیر و ترقی کے لیے، تحفظ و انصاف قائم کرنے کے لیے اور سب کو برابر کا مقام فراہم کرانے کے لیے میدانِ فکر و عمل میں آنا ہی ہوگا۔

رام پرساد بسمل نے خوب کہا تھا:

سرفروشی کی تمنا اب ہمارے دل میں ہے　　　دیکھنا ہے زور کتنا بازوئے قاتل میں ہے

و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين